

# حسنین کریمین کی شان و عظمت

[www.sirat-e-mustaqeem.com](http://www.sirat-e-mustaqeem.com)

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا  
سنتوں بھرا بیان



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ

نَوَیْتُ سُنَّتِ الْعِتَکَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمالیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے،

نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

## دُرودِ پاک کی فضیلت:

فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھ سے عرض

کی کہ رَبِّ تَعَالٰی فرماتا ہے: ”اے محمد (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا

اُمّتی تم پر ایک سلام بھیجے، میں اس پر دس (10) سلام بھیجوں؟ (نسائی، ص ۲۲۲، حدیث ۱۲۹۲)

رَبِّ اَعْلٰی کی نعمت پہ اَعْلٰی دُرود

حق تعالیٰ کی مَنّت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے

ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يٰۤاَيُّهَا الْمُوْمِنُ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلٍ“ مُسْلِمَان کی نیت اُس کے عمل سے

بہتر ہے۔ (العجم الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

## بیانِ سُننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سُنوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کُشادہ کروں گا ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰهَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

## بیان کرنے کی نیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رِضَا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا ❀ دیکھ کر بیان کروں گا ❀ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالنُّوعْظَةِ الْحَسَنَةِ (تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْاَيَانَ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 4361) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ اِتَّٰ بِہِیْ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا ❀ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا ❀ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشْکِلُ الْاَفَاظ بولتے وقت دل کے اِخْلَاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی عِلِّیَّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا ❀ مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علاقائی دَوْرہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَعْبَتِ دِلَاوَلں گا ❀ تَقْہِہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ❀ نظر کی حِفَاظَت کا ذِہن بنانے کی خاطر حتّٰی الْاَمَکَان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

## صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَبْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَحَرَّمُ الْحَرَامِ شَرِیْف کا بابرکت مہینہ جاری و ساری ہے، اس مبارک مہینے کو اہل بیتِ اَظْہَار اور اِمامِ عالی مقام، امامِ تشنہ کام سَیِّدِنا اِمامِ حسنِ مُجْتَبٰی اور امامِ حُسین، کَرِیْمِیْن، سَعِیْدِیْن، شَہِیْدِیْن، قَبْرِیْن، مَنِبْرِیْن، طَیْبِیْن، طَاہِرِیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے، آئیے! اسی حوالے سے حَسَنِیْن کَرِیْمِیْن کی شان و عظمت کے بارے میں سُننے کی سَعَادَتِ حَاصِل کرتے ہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِن دونوں شہزادوں سے بہت مَحَبَّت فرماتے اور انہیں ذرا سی تکلیف میں مبتلا دیکھنا پسند نہ فرماتے۔

## حَسَنِیْن کَرِیْمِیْن اور بھیانک اژدھا!

حضرت سَیِّدِنا سَلْمَانِ فَارِسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم حُضُورِ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے، حضرت سَیِّدِنا اُمِّ اَیْمَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئیں اور عَرْض کی: حَسَن و حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا گم ہو گئے ہیں، اُس وقت دِنِ خُوب نکلا ہوا تھا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن) سے فرمایا: چلو میرے بیٹوں کو تلاش کرو، ہر ایک نے اپنا راستہ لیا اور میں حُضُورِ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ چل پڑا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُسْتَسْلِ چلتے رہے، حتیٰ کہ ہم ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے، (دیکھا کہ) حَسَن و حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ایک دوسرے کے ساتھ جھٹے ہوئے ہیں اور ایک اژدھا اُن کے پاس اپنی دُم پر کھڑا ہے اور اُس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تیزی سے آگے بڑھے تو وہ اژدھا حُضُورِ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر سُکڑ گیا اور پھر ہتھروں میں چُھپ گیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حَسَنِیْن کَرِیْمِیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس تشریف لائے اور دونوں کو الگ الگ کیا اور ان کے چہروں کو صاف کیا اور فرمایا: میرے ماں باپ تم پر قُرْبَان، تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے

ہاں کتنی عزت والے ہو۔ (معجم الکبیر، باب الحاء، حسن بن علی بن ابی طالب الخ، ۶۵/۳، حدیث: ۲۶۷۷)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حَسَنِینِ

کَرِیْمِیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ دونوں شہزادوں کو کسی تکلیف میں مبتلا دیکھنا

بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گوارا نہ تھا، اسی لئے جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بتایا گیا کہ

حسن و حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا گم ہو گئے ہیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بے قرار ہو کر

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ ان کی تلاش شروع کر دی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیثِ

مُبارکہ میں حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دونوں شہزادوں سے بے انتہا محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ

حَضْرَتِ سَیِّدِنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے

عَرَض کی گئی کہ اہل بیت میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: حسن اور حسین۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حَضْرَتِ سَیِّدِنا فاطمۃ الزَّہْرَا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا کرتے کہ میرے بچوں کو میرے پاس

بلاؤ، پھر انہیں سونگھتے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے تھے۔

(ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب الحسن والحسین، ج ۵، ص ۳۲۸ حدیث: ۳۷۹۷)

مُفَسِّرِ شہیر، حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان رحْمَۃ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے

ہیں: محبت کی بہت قسمیں ہیں: اولاد سے محبت اور قسم کی ہے، ازواج سے اور قسم کی، دوستوں سے اور

قسم کی۔ اولاد میں حضراتِ حسنین بہت پیارے ہیں، ازواج میں حضرت (سَیِّدِنا) عاتشہ صدیقہ، محبوبہ

مُحَبُّوبِ رَبِّ العالمین ہیں، دوست و احباب میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت پیارے ہیں

مزید فرماتے ہیں: حُضُور انہیں کیوں نہ سونگھتے، وہ دونوں تو حُضُور کے پھول تھے پھول سونگھے ہی جاتے

ہیں، انہیں کلیجے سے لگانا، لپٹانا انتہائی محبت و پیار کے لیے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو سونگھنا، اُن سے پیار کرنا، انہیں لپٹانا، چمٹانا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ۴۱۸/۸)

کیا بات رضا اُس چہستانِ کرم کی  
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

(حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آئیے! ہم بھی اِن حضرات کی محبت کو اپنے دل میں مزید پختہ کرنے اور ان کی سیرت و کردار پر عمل کرنے کی نیت سے ان کا ذکرِ خیر سننے ہیں۔

نام و کنیت اور القاب:

حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْنِ میں سے بڑے حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت "ابو محمد" ہے۔ اور لقب "ثقی اور سید" جبکہ عرف "سبطِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم" ہے، نیز آپ کو "رِیْحَانَةُ الرَّسُولِ" بھی کہتے ہیں۔ آپ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت مبارکہ 15 رمضان المبارک 3 ہجری کی شب میں مدینہ طیبہ رَاۤءِ ھااللہ شرفاًوَ تَعْظِیماً میں ہوئی۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور بالِ جد اکیے گئے اور تحفہ دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۴۹ و روضۃ الشهداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۳۹۶)

آپ کا نام، امام الانبیاء، سیدُ الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے رکھا۔ مکمل واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم میں حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت کا مژدہ پہنچایا۔ (تو) حضور پر نور، شافعِ یومِ النشور صلی اللہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور فرمایا کہ اسماء میرے فرزند کو لاؤ، حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے (امام حسن کو) ایک کپڑے میں (پیٹ کر) حضور سَیِّدِ عَالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے کان میں اذان اور بایں میں تکبیر فرمائی اور حضرت سَیِّدِنا مولیٰ عَلِیُّ بْنُ ابِی تَالِبٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم سے دریافت فرمایا: تم نے اس فرزندِ اَزْجَمَد کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری کیا مجال کہ بے اِذْن و اجازت نام رکھنے پر سَبَقَتْ کرتا، لیکن اب جو دریافت فرمایا ہے تو میرا خیال ہے ”حَرْب“ نام رکھا جائے، باقی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مختار ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام حَسَن رکھا۔ (سوانح کربلا ص ۹۲ ملخصاً)

وہ حسن مجتبیٰ سیدُ الاسخياء  
راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش)

**شعر کی وضاحت:** وہ امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو کہ سخیوں کے سردار ہیں، جو کہ اپنے نانا جان، محبوبِ رَحْمٰن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے کندھوں پر سوار ہوتے تھے، اُن کی ذاتِ مبارک پر لاکھوں سلام۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چھوٹے بھائی سَیِّدِ الشُّہَداء، راکبِ دوشِ مُصْطَفٰی، حضرت سَیِّدِنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت 5 شعبان المعظم 4 ہجری کو مدینہ منورہ زَادِ اللہُ شَرَفًاو تَعَفُّیًا میں ہوئی۔ آپ کا نام، حضور پر نور، شافعِ یومِ النُّشور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ”حُسن“ اور ”شُبیر“ رکھا جبکہ آپ کی کُنیّت ”أَبُو عَبْدِ اللہ“ اور آپ کا لقب بھی ”سَبْطُ رَسُوْلِ اللہ (رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نواسے)“ اور ”رِیْحَانَةُ الرَّسُوْلِ“ (رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پھول) ہے اور اپنے برادرِ اکبر کی طرح آپ بھی جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (اسد الغابۃ، باب الحاء والحسین، ۱۱۷۳۔ الحسین بن علی، ص ۲۵، ۲۶ ملقطاً و سیر اعلام

## کیسے نام رکھے جائیں؟

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ابھی ہم نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پیارے نواسوں کے نام خود تجویز فرمائے۔ آئیے! اسی ضمن میں نام رکھنے کے کچھ آداب بھی سن لیجئے۔

اچھے نام رکھنا اولاد کے حقوق میں سے ہے اور والدین کی طرف سے اپنے بچے کے لئے سب سے پہلا اور بنیادی تحفہ بھی ہے، جسے وہ عمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے، یہاں تک کہ جب میدانِ حشر بپا ہو گا تو وہ اسی نام سے مالکِ کائنات عزوجل کے حضور بلایا جائے گا، جیسا کہ حضرت سیدنا ابوذرؓ داء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الادب

باب فی تغییر الاسماء، الحدیث ۴۸۹۴، ج ۴، ص ۷۴)

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اپنے بچے کا نام کسی گلوکار، فلمی اداکار یا معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ کُفار کے نام پر رکھ دیتے ہیں، اس سے بدترین ذلت کیا ہوگی کہ مسلمان کی اولاد کو کل میدانِ حشر میں کُفار کے ناموں سے پکارا جائے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ ہمارے معاشرے میں بچے کے نام کا انتخاب کرنے کی ذمہ داری عموماً کسی قریبی رشتہ دار مثلاً دادی، پھوپھی، چچا وغیرہ کو سونپ دی جاتی ہے اور بعض اوقات علمِ دین سے دوری کی وجہ سے وہ بچوں کے ایسے نام رکھ دیتے ہیں، جن کے کوئی معافی نہیں ہوتے یا پھر اچھے معافی نہیں ہوتے، یا پھر شرعاً درست نہیں ہوتے، ایسے نام رکھنے سے بچنا چاہیے، بعض اوقات ایسا نام بھی تلاش کیا جاتا ہے جو گھر، خاندان یا محلے میں دُور دُور تک کسی کا نہ ہو، جو بھی سُنے تو کہہ اُٹھے کہ یہ نام تو پہلی بار سُنا ہے، کیسا زبردست نام رکھا ہے؟ یہ الفاظ سن کر نام رکھنے والا پھولے نہیں سماتا، لیکن ایسوں کو ایک لمحے کے لئے سوچ لینا چاہیے کہ کہیں



یہ خوشی حُبِ جاہ (یعنی تعریف کی خواہش) کے مرض کا نتیجہ تو نہیں، لہذا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے آسمائے مبارکہ اور صحابہ کرام و تابعین عظام اور اولیائے کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ناموں پر نام رکھنے چاہئیں، جس کا ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ بچے کا اپنے اسلاف (یعنی بزرگوں) سے رُوحانی تَعَلُّق قائم ہو جائے گا اور دُوسرا ان نیک ہستیوں کا نام رکھنے کی برکت سے اس کی زندگی میں مدنی اثرات بھی مرتب ہوں گے۔ ناموں کے حوالے سے مزید دلچسپ اور حیرت انگیز معلومات حاصل کرنے کیلئے مکتبۃ المدینۃ کی مطبوعہ تقریباً 180 صفحات پر مشتمل کتاب ”نام رکھنے کے احکام“ کا مطالعہ کیجئے کہ اس کتاب میں بچوں کے نام رکھنے کیلئے سینکڑوں اچھے ناموں کی فہرست موجود ہے، نیز اس کے علاوہ بچوں کے نام رکھنے کے بارے میں کثیر مدنی پُھول جگہ بہ جگہ اپنی خوشبوئیں مہکا رہے ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حَسَنِیْنَ کَرِیْمِیْنَ کے فضائل احادیث کی روشنی میں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نبی کریم، رُفَّ رَحِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف مواقع پر ان حضرات کی ایسی شان و عظمت بیان فرمائی جسے سُن کر اُن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے دل میں حَسَنِیْنَ کَرِیْمِیْنَ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی مَحَبَّت بڑھے گی۔ آئیے ان کی شان و عظمت سے مُتَعَلِّق چند فرامینِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنتے ہیں۔

مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي، یعنی جس نے ان دونوں سے مَحَبَّت کی اس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔ (ابن ماجہ، کتاب النبی، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ، ۱/۹۶، حدیث: ۱۳۳)

ہُمَا رِیْحَاتِنَا مِنَ الدُّنْيَا یعنی حَسَن و حُسَيْن (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) دُنیا میں میرے دو (2) پُھول

عاشق صحابہ والہمیت، سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں  
کیجے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

(حدائق بخشش)

اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْنِي حَسَنَ اور حُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا جَنَّتِي

نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی، ج ۵، ص ۴۲۶، ح ۳۷۹۳)

**حَسَنَيْنِ کریمین سے محبت واجب ہے:**

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ: جب یہ آیت مبارکہ

(پ 25، سورۃ الشوریٰ: 23) نازل ہوئی ”قُلْ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی“

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا، مگر قرابت کی محبت“ تو

صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے وہ کون سے

قرابت دار ہیں، جن سے محبت کرنا ہم پر واجب ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عَلٰی

اَلْمُرْتَضٰی، فاطمۃ الزہرا اور ان کے دونوں بیٹے (یعنی حضرت سیدنا امام حسن و امام حسین رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی

عَنْہُمْ)۔ (معجم کبیر، باب الحاء، حسن بن علی بن ابی طالب، ۴/۳، حدیث: ۲۶۴۱)

بلا لو ہم غریبوں کو بلا لو یا رسول اللہ

پے شبیر و شہر فاطمہ حیدر مدینے میں

(وسائل بخشش)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ اہل بیت کی محبت واجب و ضروری ہے، ہر

مسلمان کے نزدیک اپنی جان و مال، عزت و آبرو، ماں باپ اور اولاد سے بھی زیادہ محبوب، اہل بیتِ کرام ہونے چاہئیں۔ ان مبارک ہستیوں کی محبت، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی محبت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی محبت، ایمانِ کامل کی نشانی ہے۔ چنانچہ

نبی رحمت، شفیع اُمّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ اَكُونَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ“ یعنی کوئی بندہ مومن کامل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر نہ چاہے ”وَذَاقِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهِ“ اور میری ذات، اُسے اپنی ذات سے بڑھ کر محبوب نہ ہو ”وَتَكُونَ عَتَرِيَّ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ عَتَرَتِهِ“ اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو ”وَاهْلِيَّ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اهْلِهِ“ اور میرے اہل بیت اسے اپنے گھر والوں سے بڑھ کر پیارے اور محبوب نہ ہو جائیں۔ (شعب الایمان، باب فی حب النبی، ۱۸۹/۲، حدیث: ۱۵۰۵، بتصرف)

## اہل بیتِ اطہار کے فضائل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اہل بیتِ اطہار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کی شان میں اللہ عزَّوَجَلَّ پارہ 22،

سُورَةُ الْأَحْزَابِ، آیت نمبر 33 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ  
اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾

تَرْجَمَةُ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے  
نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے  
اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

اکثر مفسرینِ کرام کی رائے ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیدہ فاطمہ زہرا، حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پنجتن

پاک کی شان میں نازل ہوئی۔ پنچتئن سے مُراد حُضُورِ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حَضْرَتِ عَلٰی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حَسَن اور حضرت امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہیں۔ (سوانحِ کربلا، ص ۸۰، ۷۹، ملتقطاً) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حُضُور، جانِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان حضرات کے ساتھ اپنی باقی صابجہ ادیوں اور قرابت داروں اور آذواجِ مُطہَّرات کو بھی شامل فرمایا۔

(الصواعق المحرقة، الباب الحادی عشر، الفصل الاول، ص ۱۴۴)

آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے، امام طبری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یعنی اے آلِ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے بُری باتوں اور فُحْش چیزوں کو دور رکھے اور تمہیں گناہوں کے میل کُچیل سے پاک و صاف کر دے۔ (طبری، ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ ۳۳، ج ۱۰ ص ۲۹۶)

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید مفتی محمد نعیم الدین مُراد آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ آیتِ کریمہ اہلِ بیتِ کرام کے فضائل کا مَنَبِع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاقِ دینیہ و احوالِ مذمومہ (یعنی بُرے اخلاق و احوال) سے اُن کی تطہیر فرمائی گئی (یعنی انہیں بُرے اخلاق سے محفوظ رکھا گیا)۔ بعض احادیث میں مروی ہے کہ اہلِ بیت، نارِ پر حرام ہیں (یعنی اہلِ بیت جتنی ہیں) اور یہی اس تطہیر کا فائدہ اور ثمرہ ہے اور جو چیز ان کے احوالِ شریفہ کے لائق نہ ہو اس سے ان کا پَرُوڑ ڈگا رَعُوْجَلْ انہیں محفوظ رکھتا اور بچاتا ہے۔ (سوانحِ کربلا، ص ۸۲)

ہمیں بھی اہلِ بیتِ پاک سے محبت قائم رکھتے ہوئے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور خوب خوب نیکیاں کر کے جنت میں ان نیک ہستیوں کا قُرب عطا فرمائے۔

امین بجاۃ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پارہائے صُحفِ عُنجیہائے قدس      اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
آپِ تطہیر سے جس میں پودے جمے      اس ریاضِ نجات پہ لاکھوں سلام  
خونِ خَیْزُ الرُّسُل سے ہے جن کا خمیر      اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام  
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!      صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حَسَنِیْنِ کَرِیْمِیْن کے لئے روشنی کا انتظام ہو گیا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نبی کریم، رُوفِ رَحِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اہلِ بیت میں سب سے عزیز اور محبوب حَسَنِیْنِ کَرِیْمِیْن تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کبھی دونوں شہزادوں کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا کرتے، حتیٰ کہ نماز میں سجدے کی حالت میں دونوں پشتِ اظہر پر سوار ہوتے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سجدہ طویل کر دیا کرتے اور جب سجدے سے سر اقدس اٹھاتے تو انہیں آرام سے زمین پر بٹھا دیتے۔

حضرت سَیِّدُنَا ابُوہُرَیْرَہُ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک روز ہم سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ نمازِ عشاء ادا کر رہے تھے، سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب سجدے میں گئے تو امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پشتِ مُبَارَک پر سوار ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدے سے سر اٹھایا تو ان کو نرمی سے پکڑ کر زمین پر بٹھا دیا، پھر جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دوبارہ سجدے میں گئے تو امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے دوبارہ ایسے ہی کیا، حتیٰ کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز مکمل فرمائی اور ان دونوں کو اپنی رانوں پر بٹھالیا۔ (مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، ۵۹۲/۳، حدیث: ۱۰۶۶۴ بدون الی امہما، البدایۃ والنہایۃ ثم دخلت سنة احد وستين، ۱۶/۵) اسی طرح بچپن میں ایک مرتبہ خُطْبے کے دوران دونوں

شہزادے مسجد میں تشریف لائے، تو نبی کریم ﷺ خطبہ چھوڑ کر ان کے پاس گئے اور انہیں اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔ (ترمذی، ج ۵، ص ۴۲۹، ۴۷۹ ج ۳)

## آقا کی امام حسن پر خصوصی شفقت:

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے امام حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چُومّا، سُونگھا اور سینے سے لگالیا، اس وقت آپ ﷺ نے ایک انصاری صحابی کھڑے تھے، انہوں نے سرکارِ ﷺ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امام حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر اس قدر شَفَقَت دیکھ کر عرض کی: یَا رَسُولَ اللہ ﷺ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا بھی ایک بیٹا ہے، جو اب بالغ ہو چکا ہے، مگر میں نے اسے کبھی نہیں چُومّا، آپ ﷺ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے، تو اس میں میرا کیا نُصُور ہے۔ (المستدرک، من فضائل الحسن بن علی، ج ۴، ص ۱۶۱، حدیث: ۴۸۴۶)

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** معلوم ہوا کہ ہمیں بھی اپنے بچوں کے ساتھ پیار و مَحَبَّت سے پیش آنا، ہر معاملے میں ان کے ساتھ مُشْفِقانہ برتاؤ کرنا اور انہیں اپنے ساتھ کھانا چاہئے۔ بات بات پر مار پیٹ کرنا، جھڑکنا، آنکھیں دیکھنا انتہائی قُصَصان کا باعث بن سکتا ہے، لہذا بچوں کی دِلجوئی اور ان کی بہتر تربیت و پرورش کی پوری پوری کوشش کرنی چاہئے۔ مکتبۃ المدینہ کی کتاب "تربیتِ اولاد" لیجئے، آپ کو معلوم ہو گا کہ اولاد کی تربیت کیسے کرنی ہے؟ اسی طرح سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ "اولاد کے حقوق" جو کہ مکتبۃ المدینہ سے آسان کر کے شائع کیا گیا ہے، اس کا مطالعہ بھی مفید ہو گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ، آئیے! اب سنیے کہ بچوں کو خوش کرنے کی کیا فضیلت ہے چنانچہ:

حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا روایت کرتی ہیں کہ خَاتَمُ الْبُرْسَدِیْنَ، رَحْمَةُ اللّٰعَلَمِیْنَ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بے شک جَنّت میں ایک گھر ہے جسے "الْفَرَح" کہا جاتا ہے۔ اس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جو بچوں کو خوش کرتے ہیں۔" (جامع صغیر، الحدیث ۲۳۲۱، ص ۱۲۰)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ ایک سوال کے جواب میں باپ پر اولاد کے حُقوق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ باپ ”خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر و لطف (شَفَقَت و مَحَبَّت) کا برتاؤ رکھے، انہیں پیار کرے، بدن سے لپٹائے، کندھے پر چڑھائے۔ ان کے ہنسنے، کھیلنے، بہلنے کی باتیں کرے، ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت و مُحافَظَت ہر وقت حتیٰ کہ نماز و خطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔ نیا میوہ، نیا پھل پہلے انہیں (انہی) کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں، نئے کونیا مناسب ہے۔ کبھی کبھی حَسْبِ مَقْدُور (حسب استطاعت) انہیں شیرینی وغیرہ کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز (جو) کہ شرعاً جائز ہے، دیتا رہے۔ بہلانے کیلئے جھوٹا وعدہ نہ کرے، بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد (ارادہ) رکھتا ہو۔ چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر و یکساں دے، ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی (دینی فضیلت کے بغیر) ترجیح نہ دے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ۲۴/۴۵۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی حَسَنَیْنِ کریمین

رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مَحَبَّت کا ایک اور پہلو سَمَاعَت فرمائیے، چنانچہ

سرکار حَسَنَیْنِ کریمین کو دم فرمایا کرتے تھے:

حضرت سیدنا ابْنِ عباس رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا امام حَسَن اور امام حُسَیْن رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو کَلِمَاتِ تَعَوُّذ کے ساتھ دم فرماتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہارے جدِ امجد یعنی حضرت

ابراہیم بھی اپنے صاحبزادوں حضرت اسماعیل و حضرت اسحاق عَلَیْہِمُ السَّلَام کو انہی کلمات کے ساتھ دَم فرمایا کرتے تھے: اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الثَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَةٍ یعنی میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر شیطان و زہریلے جانور اور ہر نظرِ بد سے پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۲/۴۲۹، حدیث: ۳۳۷۱)

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ”کَلِمَاتُ اللّٰہ (اللّٰہ کے کلمات) سے مُرد سارے اسماءِ الہیہ (اللّٰہ کے نام) ہیں، چونکہ وہ ہر نقص (کمی) اور خرابی سے پاک ہیں، اس لیے انہیں تَامَات کہا گیا، جیسے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی پناہ لینا ضروری ہے، ایسے ہی اس کے ناموں کی پناہ بھی ضروری ہے۔“ مزید فرماتے ہیں: جن اور نظرِ بد سے بھی انسان بیمار ہو جاتا ہے، جن کا اثر قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۲، ص ۲۰۹ ملتقطاً)

## قرآنِ پاک میں بیماریوں سے شفا ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حدیثِ پاک سے دَم وغیرہ کے جواز کا ثبوت ملتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے پیارے نواسوں کو دَم فرمایا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کے ذریعے بیماریوں پر پڑھ کر دم کرنے سے مُتَعَلِّق کئی روایات مَوْجُود ہیں: چنانچہ، اُھلُ الْبُؤْمِنِین حضرت سَیِّدُ ثَنَا اَنَسُہ صَدِیقِہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان فرماتی ہیں: جب رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس پر قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دَم فرماتے۔ (مسلم، کتاب السلام، باب رقیۃ الرلیض بالعوذات والنفس، ص ۱۲۰۵، حدیث: ۴۱۹۲)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جائز تعویذ کہ قرآنِ کریم یا اَسْمَاءُ الْہِیَہ (یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ناموں) یا دیگر اذکار و دعوات (دُعَاوِیں) سے ہو، اس میں



اضلاً) بالکل) حَرَج نہیں بلکہ مُسْتَحَب ہے۔ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسے ہی مقام میں فرمایا کہ ”مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ یعنی تم میں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے (تو اسے نفع) پہنچائے۔“ (مسلم، کتاب السلام، باب استجاب رقیۃ من العین۔۔ الخ، ص ۱۲۰۸، فتاویٰ افریقہ، ص ۱۶۸) اَلْبَشَرِ غیر شرعی تعویذات اور غیر شرعی کلمات والے دَم ناجائز ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”وہ مقصود جس کے لئے وہ تعویذ یا عمل کیا جائے، اگر خلافِ شرع ہو، ناجائز ہو جائے گا، جیسے عورتیں تَسْخِیْرِ شوہر (شوہر کو مغلوب کرنے) کیلئے تعویذ کراتی ہیں، یہ حکم شرع کا عکس ہے (غلافِ شریعت ہے)، یُونہی تَفْرِیق و عِدَاوَت (یعنی آپس میں جدائی ڈالنے اور دُشمنی پیدا کرنے) کے عمل و تعویذ کہ حَرَام (رشتہ داروں) میں کئے جائیں، مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا، یہ قَطْعِ رحم ہے اور قَطْعِ رحم حرام، یُونہی زَن و شو (میاں، بیوی) میں نفاق ڈلوانا (بھی حرام ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۱۹۶)

### مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فی زمانہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے خیر خواہی مُسْلِہِیْن کے جذبے کے تحت جہاں دیگر شعبہ جات قائم فرمائے ہیں، وہیں مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ کا شعبہ بھی قائم فرمایا ہے، جس کے تحت نہ صرف مکتوبات کے ذریعے پریشان حالوں کی غمخواری کی جاتی ہے، بلکہ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ تعویذات و اُوراد و وظائف کے ذریعے مُتکف پریشانیوں کا حل اور فی سبیل اللہ بیماروں کا علاج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ہر ماہ تقریباً 1,25,000 (ایک لاکھ پچیس ہزار) مریضوں کو 4 لاکھ سے زائد تعویذات و اُورادِ عطاریہ دیئے جاتے ہیں، یہ تعویذات آپ ”تعویذاتِ عطاریہ“ کے بستے سے فی سبیلِ اللہ سانی حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں

اے دعوتِ اسلامی تیری دُھوم مچی ہو!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

یٹھے یٹھے اسلامی بھائیو! مر جا حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے رحمتِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کیسی محبت و شفقت تھی، مزید عشقِ حسنین کریمین بڑھانے والی بات سُنِیے اور ایمان تازہ کیجئے، چنانچہ عاشقِ صحابہ و اہلبیت، اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

معدوم نہ تھا سایہء شاہِ ثقلین اُس نور کی جلوہ گاہ تھی ذاتِ حسنین

تمثیل نے اُس سایہ کے دو حصے کیے آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

رُبَاعِی کی وضاحت: یوں تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارک سایہ سورج کی

دھوپ اور چاند کی روشنی میں زمین پر نہ پڑتا تھا، مگر جب آپ کے فیضان کا سایہ حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْہُمَا پر پڑا تو سینے تک امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشابہ ہو گئے

اور امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سینے سے پاؤں تک مشابہ ہو گئے۔

قصیدہء نور میں سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک حُسنِ سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا

صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں خُطِ توام میں لکھا ہے یہ دو وَرَقہ نور کا

یاد رکھئے! سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی شاعری قرآن و حدیث کی ترجمانی اور بزرگوں

کے اقوال و احوال کے مطابق ہے، اعلیٰ حضرت نے حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَنْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشابہت کو یوں ہی نہیں لکھ دیا بلکہ

ترمذی شریف میں ہے: سید الاولیاء، مولیٰ مشکل کشاء، شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ

تَعَالٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں: امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سینے اور سر کے درمیان محبوبِ رحمن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّمَ سے بہت مشابہ تھے اور امام حسین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اِس سے نیچے کے حصے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بہت مشابہ تھے۔

مُفَسِّرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ اِس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا از سر تا قدم بالکل ہمشکل مصطفیٰ تھیں۔ (صَلَّی اللہُ

تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا کے صاحبزادگان یعنی حسنین کریمین رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمَا میں یہ مشابہت تقسیم کر دی گئی تھی، حضرت امام حسین کی پندلی قدم شریف تک اور ایڑی بالکل حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشابہ تھی، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قدرتی مشابہت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو اپنے کسی عمل کو حضور کے مشابہ کر دے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے، تو جسے خدا تعالیٰ اپنے محبوب کے مشابہ کرے، اُس کی محبوبیت کا کیا حال ہو گا۔ (مرآۃ جلد 8 ص 480)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے اہل بیت اور پیارے نواسوں سے بے انتہا محبت کرتے دیکھا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت کی وجہ سے یہ حضرات بھی ان سے محبت و شفقت سے پیش آتے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد بھی آپ کے اہل بیت اطہار اور بالخصوص حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْنِ کا بے حد خیال رکھا کرتے، چنانچہ

صدیق اکبر کی امام حسن سے محبت:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ جب اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ، خَلِیْفَةُ الْمُسْلِمِیْنَ منتخب ہوئے تو رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تعلق کی وجہ سے آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ اہل بیت اطہار کا بہت خیال رکھا کرتے اور اہل بیت اطہار کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ”نبی کریم، رُفُوْا رَحِیْم صَلَّی اللہُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اقارب (رشتہ دار) مجھے اپنے اقارب سے زیادہ عزیز ہیں۔“ (بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی نضیر، الحدیث: ۴۰۳۶، ج ۳، ص ۲۹)

باغِ جنت کے ہیں بہر مدحِ خوانِ اہلبیت  
تم کو مُژدہ نار کا اے دُشمنانِ اہلبیت

(ذوقِ نعت)

## فاروقِ اعظم کی امامِ حسین سے والہانہ محبت:

حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں ایک دن امیرِ المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر گیا، مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ علیحدگی میں مصروفِ گفتگو تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دروازے پر کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد وہ واپس لوٹنے لگے تو ان کے ساتھ ہی میں بھی واپس لوٹ آیا۔ بعد میں امیرِ المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کی: ”اے امیرِ المؤمنین! میں آپ کے پاس آیا تھا، مگر آپ حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مصروفِ گفتگو تھے۔ آپ کے بیٹے عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی باہر کھڑے انتظار کر رہے تھے (میں نے سوچا جب بیٹے کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے، مجھے کیسے ہو سکتی ہے) لہذا میں ان کے ساتھ ہی واپس چلا گیا۔“ تو فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اے میرے بیٹے حسین! میری اولاد سے زیادہ، آپ اس بات کے حق دار ہیں کہ آپ اندر آجائیں اور ہمارے سروں پر یہ جو بال ہیں، اللہ عزَّوجلَّ کے بعد کس نے اگائے ہیں، تم ساداتِ کرام نے ہی تو اگائے ہیں۔“

(تاریخ ابن عساکر، ج ۱۴، ص ۱۷۵)

## شیر خدا کی امام حسن سے محبت :

حضرت سیدنا اَضَمُّ بنِ نُبَاتہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن مُجْتَبٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیمار ہوئے تو حضرت سیدنا عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ اِن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، ہم بھی اُن کے ساتھ عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت سیدنا عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خیریت دریافت کرتے ہوئے فرمایا: اے نواسہ رسول! اب طبعیت کیسی ہے؟ عرض کی: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بہتر ہوں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو بہتر ہی رہو گے، پھر حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: مجھے سہارہ دے کر بٹھائیں، حضرت سیدنا عَلِیُّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں اپنے سینے سے ٹیک لگا کر بیٹھا دیا، پھر حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ایک دن مجھ سے نانا جان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا تھا: اے میرے بیٹے! جنت میں ایک درخت ہے جسے شَجَرَةُ الْبَلْوٰی کہا جاتا ہے، آزمائش میں مبتلا لوگوں کو قیامت کے دن اس درخت کے پاس جمع کیا جائے گا، جب کہ اس وقت نہ میزان رکھا گیا ہو گا نہ ہی اعمال نامے کھولے گئے ہوں گے، انہیں پورا پورا اجر عطا کیا جائے گا۔ پھر سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی،

اِنَّمَا یُوَفِّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ⑤ (ترجمہ کنز الایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب

بھر پور دیا جائے گا بے گنتی۔) (پ ۲۳، الزمر، آیت ۱۰)۔

(کتاب الدعاء للطبرانی، ص ۷۷۷)

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعہ سے جہاں حضرت سیدنا عَلِیُّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے**

شہزادے امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے محبت کا علم ہوا، وہیں امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیان کردہ فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پریشانیوں، مُصیبتوں اور آزمائشوں پر صبر کرنے والوں کو قیامت کے دن ان کے صبر کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ یاد رکھئے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہر

کام میں ہزار ہا حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، جن کا ہمیں علم نہیں ہوتا۔ لہذا ہر ایک کے سامنے اپنی پریشانی، غریبی و مفلسی کا رونا رونے، اپنے دکھڑے سنانے اور تنگدستی کے سبب مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ رَبِّ تعالیٰ کی ذات پر بے جا اعتراضات کر کے اپنی زبان سے کُفریات بکنے کے بجائے، ان آزمائشوں اور تکلیفوں کا سامنا کرتے ہوئے صَبْر و تَحَلُّل سے کام لینا چاہئے، کیونکہ یہ مُصِیبتیں اور بلائیں گناہوں کے کفارے اور دَرَجات میں بلندی کا باعث ہوتی ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحْبُوب، دَانَاے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب بروزِ قیامت اہلِ بلا (یعنی بیماروں اور آفت زدوں) کو ثواب عطا کیا جائیگا، تو عافیت والے تمنا کریں گے کہ کاش! دُنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔ (مُسْنَدُ الدُّرِّمِی ج ۴ ص ۱۸۰ حدیث ۲۴۱۰ دار الفکر بیروت)

مُفَسِّرِ شَہِیرِ حَکِیمِ الْأَمَّتِ حضرت مُفَتِّیِ احمد یار خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیثِ پاک کے الفاظ ”کاش! دُنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں“ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی تمنا و آرزو کریں گے کہ ہم پر دُنیا میں ایسی بیماریاں آئی ہو تیں، تاکہ ہم کو بھی وہ ثواب آج ملتا جو دوسرے بیماروں اور آفت زدوں کو مل رہا ہے۔“ (مرآۃ، ج ۲ ص ۲۲۲)

## نافرمانوں کی خُوشحالی میں حکمت:

بعض اوقات مسلمان اپنی خستہ حالی اور کافروں کی عیش و عشرت سے بھرپور زندگی کو دیکھ کر بھی وُشوسوں کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں، حالانکہ اس میں بھی اللہ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ جَلَّ جَلَالُہُ کی بہت بڑی حِکْمَت پوشیدہ ہے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدِنا اِبْنِ عَبَّاسِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں عرض کی: اے میرے رَبِّ عَزَّوَجَلَّ! مومن بندہ تیری اطاعت کرتا اور تیری مَعْصِیَّت (نافرمانی)

سے بچتا ہے (لیکن) تو اس کے لیے دُنیا تنگ فرما کر اس کو آزمائشوں میں ڈالتا ہے اور کافر تیری اطاعت نہیں کرتا بلکہ تجھ پر اور تیری مَعْصِیَّت (نافرمانی) پر جُرأت کرتا ہے، لیکن تو اس سے مُصِیبت کو دُور رکھتا اور اس کیلئے دُنیا شادہ کر دیتا ہے، (آخر اس میں کیا حکمت ہے؟) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وَحی فرمائی: بندے بھی میرے ہیں اور مُصِیبت بھی میرے اختیار میں ہے اور سب میری حمد کے ساتھ میری تسبیح کرتے ہیں، مُؤْمِن کے ذمَّہ گناہ ہوتے ہیں تو میں اس سے دُنیا کو دُور کر کے اُسے آزمائش میں ڈالتا ہوں تو یہ (آزمائش و مُصِیبت) اس کے گناہوں کا کَفَّارہ بن جاتی ہے، حَتّٰی کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اسے نیکیوں کا بدلہ دوں گا اور کافر کی (دنیوی اعتبار سے) کچھ نیکیاں ہوتی ہیں، تو میں اس کے لیے رِزق شادہ کرتا اور مُصِیبت کو اس سے دُور رکھتا ہوں تو یوں اس کی نیکیوں کا بدلہ دُنیا میں ہی دے دیتا ہوں، حَتّٰی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اس کے گناہوں کی اس کو سزا دوں گا۔<sup>(1)</sup>

بہر حال ہمیں مُسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہر کام کو حکمت پر مُشْتَبِل سمجھنا چاہیے اور مُصِیبت پر صَبْر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اَجْر و ثواب کا خُب خُب ذخیرہ کرنا چاہیے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بے صبری و ناشکری سے بچائے اور صَبْر و شُکْر کا عادی بنائے۔

امین بِجَاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صَلَّوْا عَلَی الْحَبِیْب!

حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْنِ کی آپس کی مَحَبَّت :

حضرت سیدنا ابُو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ تین (3) دن رات سے زیادہ قطع تعلّق کرے۔ ان میں جو بات چیت کرنے میں پہل کرے گا، وہ جنت کی طرف جانے میں بھی سبقت کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ حضراتِ حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْنِ کے درمیان کوئی شکر رنجی ہو گئی ہے۔ میں امام حُسَیْنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: لوگ آپ کی اِقتداء کرتے ہیں اور آپ حضرات ایک دوسرے سے ناراض ہیں اور باہم قطع تعلّق کر رکھا ہے۔ آپ ابھی امام حَسَنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس جائیں اور انہیں راضی کریں کیونکہ آپ ان سے چھوٹے ہیں، امام حُسَیْنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اگر میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ جب دو (2) آدمیوں کے درمیان قطع تعلّق ہو جائے، تو ان میں جو بات چیت کرنے میں پہل کرے گا وہ پہلے جَنّت میں جائے گا، میں ملاقات کرنے میں ضرور پہل کرتا، مگر میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں ان سے پہلے جَنّت میں چلا جاؤں۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں سارا واقعہ سنایا: امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ امام حسین نے جو بات کہی ہے وہ درست ہے۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ امام حُسَیْنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تشریف لائے، ان سے ملاقات کی اور یوں دونوں بھائیوں کی آپس میں صلح ہو گئی۔ (ذخائر العقبی، ص ۲۳۸)

**رشتہ توڑنے والے کی موجودگی میں رحمت نہیں اترتی:**

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** معلوم ہوا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین (3) دن رات سے زیادہ قطع تعلّق کرے۔ مگر افسوس! آج کل ذرا سی بات پر لوگ ناراض ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے، معمولی سی رنجش پر خاندان جُدا ہو جاتے ہیں، بعض اوقات خونی رشتے بھی قتل و غارت گری پر اتر آتے ہیں۔ یہ مدنی ماحول سے



دُوری اور علمِ دین کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے، لہذا ہمیں چاہئے کہ مدنی قافلوں میں سفر کر کے، ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع اور مدنی مذاکرے میں شرکت کر کے علمِ دین حاصل کریں تاکہ جہالت کی وجہ سے جو گناہ ہوتے ہیں، اُن سے بچ سکیں۔

## قطعِ رحمی کرنے والا مغفرت سے محروم:

فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: پیر اور جمعرات کو اللہ تَعَالٰی کے حُضُور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ آپس میں عداوت رکھنے اور قطعِ رحمی کرنے والوں کے علاوہ سب کی مَغْفِرَت فرما دیتا ہے۔ (الْعِشْمُ الْکَبِیْرُ لِلظَّہْرِ ج، ۱ ص ۱۶۷، حدیث: ۴۰۹)

حضرت سَیِّدُنا عَمَّش رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے منقول ہے، حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ مَسْعُود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک بار صُبح کے وقت مجلس میں تشریف فرما تھے، اُنہوں نے فرمایا: میں قاطعِ رحم (یعنی رشتہ توڑنے والے) کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ یہاں سے اُٹھ جائے تاکہ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت کی دُعا کریں، کیونکہ قاطعِ رحم (یعنی رشتہ توڑنے والے) پر آسمان کے دروازے بند رہتے ہیں۔ (یعنی اگر وہ یہاں موجود رہے گا تو رحمت نہیں اترے گی اور ہماری دُعا قبول نہیں ہوگی۔) (الْعِشْمُ الْکَبِیْرُ ج ۹ ص ۱۵۸ رقم ۸۷۳)

## ناراضِ رشتے داروں سے صلح کر لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو ذرا سی باتوں پر اپنی بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں، خالائوں، ماموؤں، چچاؤں، بھتیجیوں، بھانجوں وغیرہ سے قطعِ رحمی کر لیتے ہیں، ان لوگوں کے لیے بیان کردہ حدیثِ پاک میں عبرت ہی عبرت ہے۔ میری مدنی التجا ہے کہ اگر ہم میں سے کسی کی کسی رشتے دار سے ناراضی ہے تو اگرچہ رشتہ دار ہی کا قُصور ہو، صلح کیلئے خود پہل کیجئے اور خود آگے بڑھ کر خندہ پیشانی کے ساتھ اُس سے مل کر تعلقات سَنوار لیجئے۔ اگر معافی مانگنے میں پہل بھی کرنی پڑے تو رِضائے الہی کیلئے معافی مانگنے

میں پہل کر لینی چاہئے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سَرِ بلند ی پائیں گے۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللہ۔ یعنی "جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کیلئے عاجزی کرتا ہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُسے بلندی عطا فرماتا ہے۔" (شُعَبُ الْاٰیْمَان ج ۶ ص ۷۶ حدیث ۸۱۴۰) اور ہمیشہ اپنے رشتہ داروں سے بنا کر رکھئے، ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے رہئے، کیونکہ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

حضرت سَیِّدُنا فقیہ اَبُو الْلیث سَمَرْقَنْدِی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِہ فرماتے ہیں: صَلَّوْہِ رَحْمٰی کرنے کے 10 فائدے ہیں: ﴿اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا حاصل ہوتی ہے﴾ ﴿لوگوں کی خوشی کا سبب ہے﴾ ﴿فرشتوں کو مَسْرَّت ہوتی ہے﴾ ﴿مُسلما نوں کی طرف سے اس شخص کی تعریف ہوتی ہے﴾ ﴿شیطان کو اس سے رَنُج پہنچتا ہے﴾ ﴿عمر بڑھتی ہے﴾ ﴿رِزْق میں برکت ہوتی ہے﴾ ﴿فوت ہو جانے والے آباء و اجداد (یعنی مسلمان باپ دادا) خوش ہوتے ہیں﴾ ﴿آپس میں مَحَبَّت بڑھتی ہے﴾ وفات کے بعد اس کے ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے، کیونکہ لوگ اُس کے حق میں دُعائے خیر کرتے ہیں۔ (تہذیب الغافلین ص ۷۳)

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اپنے گھروں اور معاشرے (م۔ ع۔ ش۔ رے) کو اَمَن کا گہوارہ بنانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مُشْبَرِ مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اور ہر ماہ کم از کم تین (3) دن کیلئے مَدَنی قافلے میں سُنّتوں بھر اسفر کیجئے، نیز مَدَنی انعامات کے مطابق زندگی گزاریئے۔ نیز صلہ رحمی کے فضائل و برکات جاننے کے لیے شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "نیکی کی دعوت صفحہ نمبر 156 تا 161"، رسالہ "ہاتھوں ہاتھ چھو پھی سے صلح کر لی اور احرامِ مسلم" کا مطالعہ فرمائیے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ [www.dawateislami.net](http://www.dawateislami.net) سے اس کتاب اور رسائل کو ریڈ (یعنی پڑھا) بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ اور پرنٹ آؤٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

## بیان کا خلاصہ:

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ** آج کے بیان میں ہم نے حضراتِ حَسَنِینِ کَرِیْمِیْن کی شان و عظمت اور ان کی سیرت کے مُتَعَلِّقِ سُننے کی سَعَادَتِ حاصل کی۔ ہمارے آقا مدینے والے مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان دونوں شہزادوں سے بے پناہ مَحَبَّت فرمایا کرتے تھے، کبھی اپنے مُبارک کندھوں پر بٹھالیا کرتے تو کبھی پیٹھ پر، کبھی ان کی خاطر سجدہ طویل فرماتے تو کبھی انہیں سینے سے لگاتے، پیشانی کو چومتے اور انہیں پھولوں کی طرح سُونگھا کرتے۔ یاد رکھئے! اس میں ہمارے لئے بھی یہ دَرَسِ مَوْجُوْد ہے کہ ہم بھی حَسَنِینِ کَرِیْمِیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے خُوب خُوب مَحَبَّت کریں اور ان کے نَقشِ قَدَم پر چلتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں۔ اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ دُنیا و آخرت میں سُر خروئی اور کامیابی قدم چومے گی۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

**صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**12 مدنی کاموں میں حصہ لیجئے!**

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکیاں کرنے گناہوں سے بچنے اور نیکی کی دعوت کو عام کرنے** کیلئے ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیجئے۔ ذیلی حلقے کے بارہ مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام اپنے اعمال کا مُحاسبہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرنا بھی ہے۔ ہمارے اَسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام بھی نہ صرف خُود فکرِ آخرت میں اپنے اعمال کا مُحاسبہ کرتے بلکہ لوگوں کو بھی اس کا ذَمین دیا کرتے جیسا کہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرت سَیِّدُنَا عُمَرُ فَاَرْوَق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "اے لوگو! اپنے اعمال کا حساب کر لو، اس سے پہلے کہ قیامت آجائے اور تم سے ان کا حساب لیا جائے۔ (حلیۃ الاولیاء

ج ۱، ص ۵۶) شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس پُر فتن دَور میں فکرِ آخرت کا ذِہن بنانے، نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقوں پر مُشتمل مدنی انعامات بَصُورِ سُوالات عطا فرمائے ہیں۔ اسلامی بھائیوں کے لئے 72، اسلامی بہنوں کے لئے 63، اسکولز، کالجز اور جامعات کے طلباء کے لئے 92، طالبات کے لئے 83، اور مدرسۃ المدینہ کے مدنی مُنوں کے لئے 40 مدنی انعامات ہیں، اسی طرح خُصُوصی یعنی گونگے بہرے اور نابینا اسلامی بھائیوں اور قیدیوں کے لیے بھی مدنی انعامات مُرتَّب فرمائے ہیں۔ مدنی انعامات کے رَسائل مَکْتَبَةُ الْمَدِیْنَةِ کی کسی بھی شاخ سے ہدیۂ طلب کیے جاسکتے ہیں، ان کا بَعَوْر مُطالَعہ کرنے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ دَرِ اَصل خُود اِحتِسابی کا ایک جامع نظام ہے جس کو اپنالینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رُکاوٹیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل و کَرَم سے آہستہ آہستہ دُور ہو جاتی ہیں اور اس کی بَرکت سے پابندِ سُنَّت بننے، گناہوں سے نَفَرَت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کُڑھنے کا ذِہن بنتا ہے۔ آئیے مدنی انعامات کے رسالے کی ایک مدنی بہار ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ،

## مدنی انعامات کے رسالے کی بَرکت

نیو کراچی کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح بیان ہے: علاقے کی مسجد کے امام صاحب جو کہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہیں، انہوں نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے میرے بڑے بھائی جان کو مدنی انعامات کا ایک رسالہ تحفے میں دیا، وہ گھر لے آئے اور پڑھا تو حیران رہ گئے کہ اس مختصر سے رسالے میں ایک مسلمان کو اسلامی زندگی گزارنے کا اتنا زبردست فارمولا دے دیا گیا ہے۔ مدنی انعامات کا رسالہ ملنے کی بَرکت سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کو نماز کا جذبہ ملا اور نمازِ باجماعت کی ادائیگی کے لیے مسجد

میں حاضر ہو گئے اور اب پانچ وقت کے نمازی بن چکے ہیں، داڑھی مبارک بھی سجالی اور مدنی انعامات کا رسالہ بھی پُر کرتے ہیں۔

مدنی انعامات کے عامل پہ ہر دم ہر گھڑی  
یا الہی! خوب برسا رحمتوں کی ٹو جھڑی

شعر کی وضاحت: اے میرے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مُصْطَفٰی جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نَوْشہِ بزمِ جَنّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنّت نشان ہے: جس نے میری سُنّت سے مَحَبّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبّت کی وہ جَنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔<sup>(2)</sup>

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا  
جَنّت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آئیے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”163 مدنی پھول“ سے انگوٹھی پہننے کے چند اہم مدنی پھول سنتے ہیں۔

انگوٹھی پہننے کے مدنی پھول

❀ مَرَد کو سونے کی انگوٹھی پہننا حَرَام ہے۔ ❀ (نابالغ) لڑکے کو سونے چاندی کا زیور پہننا

<sup>2</sup>... مشکاة الصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۹/۷۷، حدیث: ۱۷۵

حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہو گا۔ ❀ لوہے کی انگوٹھی جہنمیوں کا زیور ہے۔ (ترمذی ج ۳ ص ۳۰۵ حدیث ۱۷۹۲) ❀ مرد کے لیے وہی انگوٹھی جائز ہے جو صرف ایک نگینے کی ہو اور اگر اُس میں (ایک سے زیادہ) کئی نگینے ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو، مرد کے لیے ناجائز ہے (ذوالفحارج ص ۹ ص ۵۹۷) ❀ بغیر نگینے کی انگوٹھی پہننا ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں چھلا ہے۔ ❀ حُرُوفِ مُقَطَّعَاتِ (م۔ ط۔ ط۔ عات) کی انگوٹھی پہننا جائز ہے مگر حُرُوفِ مُقَطَّعَاتِ والی انگوٹھی بغیر وضو پہننا اور چُھونا یا مُصافحے کے وقت ہاتھ ملانے والے کا اس انگوٹھی کو بے وضو چُھو جانا جائز نہیں۔ ❀ اسی طرح مردوں کے لیے ایک سے زیادہ (جائز والی) انگوٹھی پہننا یا (ایک یا زیادہ) چھلے پہننا بھی ناجائز ہے۔ ❀ چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ (یعنی نگینے) کی کہ وزن میں ساڑھے چار ماشے (یعنی چار گرام 374 ملی گرام) سے کم ہو، پہننا جائز ہے۔ ہاں تکبیر یا زنا نہ پن کا سنگار (یعنی لیڈیز اسٹائل کی ٹیپ ٹاپ) یا اور کوئی غرضِ مذموم (یعنی قابلِ مذمت مقصد) نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی (ہی) کیا اس نیت سے (تو) اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۲۱) ❀ عیدین میں انگوٹھی پہننا مُستحب ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۷۷۹، ۷۸۰) ❀ لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل نہ دکھائی دیتا ہو، اس انگوٹھی کے پہننے کی (مرد و عورت کسی کو بھی) مُمَانَعَت نہیں (عالمگیری ج ۵ ص ۳۳۵) ❀ مَنّت کا یا دَم کیا ہوا دھات (METAL) کا کڑا بھی مرد کو پہننا ناجائز و گناہ ہے اسی طرح مدینہ منورہ شریف رَاذَہَا اللہُ شَرَفَاؤُ تَعَطَّیَا اَلْجَمِیْر شَرِیْف یا کسی بھی درگاہ کے چاندی یا کسی بھی دھات کے بچھلے اور اسٹیل کی انگوٹھی بھی جائز نہیں ❀ اگر کسی اسلامی بھائی نے دھات کا کڑا یا دھات کا چھلا، ناجائز انگوٹھی، یا دھات کی زنجیر (BRACELET- CHAIN) پہنی ہے تو ابھی اتار کر توبہ کر لیجیے اور آئندہ نہ پہننے کا عہد کیجیے۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو (۲) کُتُب، بہارِ شریعت حصہ 16 (304 صفحات) نیز 120 صفحات کی کتاب ”سُنّتیں اور آداب“ ہدِیّۃً حاصِل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنّتوں کی

تریت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

آؤ! مدنی قافلے میں ہم کریں مل کر سفر  
سنتیں سیکھیں گے اس میں اِنْ شَاءَ اللہ سر بسر

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں پڑھے جانے والے 6 دُرودِ پاک اور 2 دعائیں

شبِ جمعہ کا دُرود: (1) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی

الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاهِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ

بُزرگوں نے فرمایا کہ جو شخص ہر شبِ جمعہ (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) اس دُرود شریف کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا موت کے وقت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کرے گا اور قبر میں داخل ہوتے وقت بھی، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔ (افضل الصَّلوات علی سَیِّد السَّادات ص ۱۵۱ ملخصاً)

(2) تمام گناہ معاف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَسَلِّمْ

حضرت سَیِّدُنَا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص یہ دُرودِ پاک پڑھے اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ابنِ اَص ۶۵)

(3) رحمت کے ستر (۷۰) دروازے صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

جو یہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے تو اس پر رحمت کے 70 دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (الْقَوْلُ الْبَدِیْع ص ۷۷)

(4) چھ (۶) لاکھ دُرود شریف کا ثواب

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا نِیْ عَلِمَ اللّٰہُ صَلَآةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰہِ

حضرت احمد صاوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بِعُضْ بزرگوں سے نقل کرتے ہیں: اس دُرود شریف کو ایک بار پڑھنے سے چھ (۶) لاکھ دُرود شریف پڑھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (افْعَلِ الصَّالَوَاتِ عَلٰی سَيِّدِ السَّادَاتِ ص ۱۳۹)

(5) قُرْبِ مَصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

ایک دن ایک شخص آیا تو حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بٹھا لیا۔ اس سے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو تعجب ہوا کہ یہ کون ذی مرتبہ ہے! جب وہ چلا گیا تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ جب مجھ پر دُرود پاک پڑھتا ہے تو یوں پڑھتا ہے۔ (الْقَوْلُ الْبَدِیْعُ ص ۱۲۵)

(6) دُرودِ شَفَاعَت: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْہٗ الْبَقْعَدَ الْبَقْرَبِ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

شَافِعِ اُمَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مُعْظَم ہے: جو شخص یوں دُرود پاک پڑھے، اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۳۲۹، حدیث ۳۱)

(1) ایک ہزار دن کی نیکیاں: جَزٰی اللہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَہْلُہٗ

حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس کو پڑھنے والے کیلئے ستر فرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔

(مَجْمَعُ الزَّوَادِج ۱۰ ص ۲۵۴ حدیث ۱۷۳۰۵)

(2) گویا شبِ قدر حاصل کر لی

فرمانِ مَصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جس نے اس دعا کو 3 مرتبہ پڑھا تو گویا اُس نے شبِ

قَدْر حاصل کر لی۔ (ابن عساکر ج ۱ ص ۱۵۵ حدیث ۴۴۱۵)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

(یعنی خدائے حلیم و کریم کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ پاک ہے جو ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا پروردگار ہے)